رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا۔ (عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا) میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں۔

خدا تعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں۔ اسقدر نشان دکھلائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ...... لیکن پھر بھی ... لوگ ...... نہیں مانتے۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۷)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان۔ دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ مقامی ساڑھے چار روپے

خریداران

چندہ غیر ممالک سے ساتروپیہ (للعمر)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

جلد ۲ | مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۴ء مطابق ۲۸ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ | نمبر ۷۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بصحت رو ہے۔ احباب دعاؤں میں مشغول رہیں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء کی ہاکی اور فٹ بال کی ٹیمیں سالانہ ٹورنمنٹ میں شریک ہونے کے لئے گورداسپور گئی ہیں۔ نتیجہ سے بعد میں اطلاع دی جائیگی۔

منارۃ المسیح قریباً ۲۵ فٹ بن چکا ہے۔ منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں نے جو کہ متوسط الحال مگر سلسلہ کے ایک مخلص رکن ہیں۔ ایک سو روپیہ منارۃ المسیح کے لئے دیا ہے۔ یہ وہ مخلص ہیں۔ جنھوں نے پیشتر ازیں بھی اسی فنڈ میں ایک سو روپیہ دیا تھا۔ ذی استطاعت اصحاب کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

تازہ خبریں

واقعہ حدیدہ کے متعلق اٹلی کا مطالبہ۔ روما ۱۳ دسمبر۔ بیرن سونیو وزیر خارجیہ اٹلی نے بیان کیا ہے۔ کہ حدیدہ کے برطانوی قونصل کو ترکی نے جبراً قونصل خانہ سے نکال کر جہاز میں نظر بند کر دیا گیا ہے۔

سروی سپاہ آسٹریوں کے تعاقب میں۔ نش ۱۴ دسمبر۔ سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ سرویوں نے ۱۱ ماہ رواں کو آسٹریوں کا تعاقب جاری رکھا اور پسپائی کو روکنے کی تمام کوششوں پر غالب آئے۔ اب سروی سپاہ بلغراد اور ملاڈی نواز کی طرف پیشقدمی کر رہی ہے۔ ۱۱ ماہ رواں کو ۲۲۲۰ آسٹری قیدی ۲۰ توپیں اور بہت سا سامان حرب سرویوں کے ہاتھ آیا۔

ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار مقیم پیرس رقمطراز ہے کہ فرانسیسی شفاخانوں میں اکثر جرمن مجروحین مادر زاد ننگے لائے گئے ہیں۔ ان کے ساتھیوں نے جاتی دفعہ ان کی وردیاں بھی اتار لیں۔ تاکہ جرمنی میں نئے سپاہیوں کو بھیجی جائیں۔

لارڈ کچنر کی خاص ہدایات۔ لارڈ کچنر نے برطانوی سپاہ کو خلق و مروت کا برتاؤ کرنے اور شراب یا عورتوں سے محترز رہنے کے متعلق جو ہدایات جاری کی تھیں۔ جو سربی زبان میں ترجمہ ہو کر ہر ایک سربی سپاہی کے پرچے پر چھاپ دی گئی ہیں۔ ایک ولائیتی اخبار کا نامہ نگار جو سربی فوج کے ہمراہ ہے بیان کرتا ہے۔ کہ ہدایات مذکورہ پر پورے طور پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔

بلقان میں سرحدی تنازعے۔ لنڈن ۱۲ دسمبر سرحدی تنازعات کا تصفیہ کرنے کیلئے یونان نے مخلوط کمیشن کے تقرر کی نسبت جو تجویز پیش کی تھی۔ اسے بلغاریہ نے منظور کر لیا ہے۔

سٹنجی ۱۳ دسمبر۔ مانٹی نیگرو والوں نے مقام وشگراڈ پر قبضہ کر لیا ہے جہاں سامان رسد کے علاوہ بہت سے قیدی ان کے ہاتھ آئے ہیں۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب پرنٹر و پبلشر کے چھپ کر شائع ہوا)

جنگ یورپ

(دہلی - ۱۵ - دسمبر) سکرٹری آف سٹیٹ ہند کے تار بنام حضور وائسرائے میں انگلستان کے خلاف سازش میں خدیو مصر کی جس شرکت کا اظہار کیا گیا ہے - اس کی تشریح و توضیح کرنے والے واقعات ہنوز شائع نہیں ہوئے - مزید براں صاحب وزیر ہند کے تار ۱۱ - دسمبر میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے - کہ خدیو تسلیم کرتا ہے - کہ جرمن سفارت کی مہم میں میری شرکت کا ہی انتظام کیا گیا تھا یہ ملحوظ رہنا چاہیئے کہ آغاز جنگ کے وقت خدیو مصر ٹرکی میں تھے اور اب تک مصر میں واپس نہیں آئے - جو غیر مستحسن رویہ انہوں نے میرے مشورہ کے مطابق اختیار کیا ہے وہ بظاہر حد تک اثر رکھنے والے مسائل پیدا کرتا ہے - لیکن مصر کی موجودہ پُرامن و مطمئن حالت میں خوش قسمتی سے یہ مسئلہ صرف خدیو کی ذات اور ان کے خاندان تک محدود ہے ؞

(کلکتہ ۱۵ - دسمبر) افسر بندرگاہ کلکتہ کو کل کولمبو کے افسر بحری خبر رسانی کی طرف سے اس مضمون کا تار موصول ہوا ہے کہ انگریزوں نے کونا کے جہاز اکسفورڈ کو پھر گرفتار کر لیا ہے یہ ان جہازوں میں سے ایک تھا جسے جرمن کروزر ایمڈن نے وسط اکتوبر میں منی کائی کے مشرق میں ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر گرفتار کر لیا تھا ؞

ترکی سپاہ شام - لنڈن ۱۴ دسمبر - ڈیلی میل کا نامہ نگار قاہرہ رقمطراز ہے کہ شام کی ترکی سپاہ کے اکثر آدمی فوج سے بھاگ رہے ہیں - دو ہزار چار سو سپاہیوں کے دستہ کے نو سو متعلقین پانچ میل کے کوچ میں مفرور ہو گئے ؞

جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے - (لنڈن ۱۲ دسمبر) بوڈاپسٹ کی ایک چٹھی اخبار مارننگ پوسٹ میں شائع ہوئی ہے - جس میں جرمنوں کے جھوٹی خبریں اڑانے کے متعلق یہ دلچسپ فقرہ مرقوم ہے کہ برلن کی ایک پرائیویٹ چٹھی مظہر ہے کہ کیلے پر کل قبضہ کر لیا گیا - چونکہ کیلے پر تصرف کی یہ پندرہویں مرتبہ خبر آئی ہے - اس لئے لوگ اس پر ہنس رہے ہیں ؞

ایک جہاز بچ گیا - (لنڈن ۱۳ دسمبر) گریٹ ایسٹرن سٹیمر کلوچسٹر جو جمعہ کو ہالینڈ سے روانہ ہوا تھا - اس کی ایک جرمن آبدوز کشتی سے مڈبھیڑ ہو گئی - آبدوز کشتی نے کلوچسٹر کو اپنے آپ کو حوالہ کر دینے کے لئے کہا مگر کلوچسٹر نے مطلق پرواہ نہ کی اور پوری دخانی طاقت سے بڑھا اور بچ کر نکل گیا ؞

مال غنیمت - (لنڈن ۱۲ - دسمبر) امسٹرڈم - ڈچ حکام نے پندرہ کشتیاں روک رکھی ہیں - جنہیں غلہ وغیرہ بھرا ہے جو غالباً جنگی مال غنیمت ہے - جسے جرمن براہ شیلٹ لیجانا چاہتے تھے جرمن اسے پرائیویٹ ملکیت ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں ؞

دشمن کے توپخانہ کی تباہی - (لنڈن ۱۲ - دسمبر) آج سہ پہر کی مراسلت پیرس سے منکشف ہوتا ہے کہ دشمن نے نہر ییزر کا مغربی ساحل بالکل خالی کر دیا ہے - ساحل مذکور پر ہم قابض ہو گئے ہیں - علاقہ میں ہمارے بھاری توپ خانہ نے دشمن کے ہوائٹزر توپ خانے کو بالکل تباہ کر دیا - ویلی کے شمال مغرب اور دیگر مقامات میں بھی جنگ ظہور میں آئی - ان سب کا نتیجہ ہمارے حق میں نکلا - میوز کی بلندیوں پر دشمن کے توپخانہ نے چنداں سرگرمی نہیں دکھلائی - جہاں ہم نے دشمن کے دو توپ خانوں کو تباہ کر دیا ؞

پیدل سپاہ کے حملے پسپا کئے گئے - (لنڈن ۱۳ دسمبر) ایک مراسلت مظہر ہے کہ کل کا دن حملاً سکون سے گذرا دشمن وقفوں سے گولہ باری کرتا رہا - جنوب مشرق یپ رس میں دشمن کی پیدل سپاہ نے تین سخت حملے کئے جو پسپا کئے گئے - ووگس میں بھی دشمن کے متعدد حملے پسپا کئے گئے

ہدف مصائب بلجیم - (لنڈن ۱۲ دسمبر) ہنڈیسلاڈ کا ایک نامہ نگار بلجیم میں عالمگیر مصیبت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے - کہ الکسویں انڈیا جوٹ کمپنی کے سوا تمام صنعتی کارخانے بند پڑے ہیں

جرمن مورچوں پر تسلط - (لنڈن ۱۳ - دسمبر) پٹروگریڈ کا سرکاری بیان مظہر ہے کہ علاقہ ملاوا کے تمام محاذ پر ہم نے جارحانہ حملوں کو کامیابی سے انجام پر پہنچایا - اور دو مقامات پر دشمن کے مورچوں پر قبضہ کرنے کے علاوہ سرحد کی طرف دشمن کا تعاقب کیا گیا - رسالہ نے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا - لودگز اور لووین جرمن جارحانہ حملوں کا سلسلہ جاری ہے - شمال بزورا میں ہم نے ایک نئے مورچہ پر قبضہ کیا ہے - کار پیتھین اور جنوب کراکو میں جنگ بدستور ہو رہی ہے ؞

ناکام جرمن حملے - (لنڈن ۱۳ دسمبر) پیرس میں گذشتہ شب ایک مراسلت شائع ہوئی ہے جس میں مرقوم ہے کہ شمال مشرق یپ رس اور ریلوے اسٹیشن اسپانج پر جرمن حملے پسپا کئے گئے ؞

(بقیہ از صفحہ ۴)

کی مانند وہاں کی دیواروں میں بسے ہوئے - بلکہ ضرور ہے - کہ وہ وہاں اپنی خلافت کی پوزیشن کو ظاہر اور نمایاں کرے یعنی جس کا خلیفہ ہو اس کے مشن و دعاوی کی اشاعت وہاں کرے - یعنی اسجگہ وہی کام کرے - جو اصل بانی سلسلہ وہاں جا کر کرتا - مثلاً دیکھنا چاہیئے کہ اگر مسیح موعود دمشق میں جاتا تو وہاں کیا کرتا - کیا وہ بحیثیت ایک سیاح کے وہاں کسی مہمان سرائے میں اترتا اور صبح کوئی موقعہ پا کر ایک دو منٹ منارہ پر چڑھ جانے سے یہ سمجھ لیتا کہ بس میں اپنا فرض ادا کر چکا - نزول مسیح کی حدیث پوری ہو گئی ہے مجھے کسی نے پہچانا نہیں یا پوچھا نہیں ورنہ خدا جانے کیا کچھ مشکلات کا سامنا ہوتا - اور پھر آ کر اشتہار کر دیتا کہ میں ہی اس پیشگوئی کا مصداق ہوں - ہرگز نہیں - بلکہ وہ اہل دمشق اور اس کے گرد و نواح کے لوگوں کے کان کھول کر آتا اور انہیں ڈنکے کی چوٹ سناتا - کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکے - اور میں وہ دعدہ کا مسیح ہوں - اب آیندہ کسی کی امید نہ رکھو - اور مجھ پر ایمان لاؤ کہ بغیر میرے معتقدات پر ایمان لانے کے نجات نہیں - بس یہ کام اگر کوئی شخص کرے جو اولاً مسلّمہ خلیفہ ہو - اور خلیفہ بھی انہی معنوں میں ہو - جن میں اس سے پیشتر اسلام میں ہوا کرتا تھا تو پھر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہ عبارت مندرجہ حمامۃ البشریٰ کا مصداق ہے - یوں کسی آدمی کا کسی جگہ ہو آنا تو جانے کی دلیل نہیں - مثلاً دیکھو مولوی ثناء اللہ کے بارے میں حضرۃ مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا کہ ثناء اللہ کا پیشگوئیوں کی تحقیق کے لیئے قادیان میں آنا موت ہوگا - پھر ایسا ہوا کہ مولوی موصوف ایک دن آیا - اور آ کر قادیان کے کسی مندر میں اترا اور مباحثہ کی طرح ڈالی - تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہماری پیشگوئی میں اس سے کوئی نقص لازم نہیں آیا - کیونکہ جس مقصد کے لیئے نہ آنے کی ہم نے پیشگوئی کی تھی اس کے لیئے وہ نہیں آیا - اسی طرح جب تک دمشق میں کوئی اس مقصد کے لئے سفر نہ کرے گا - جس کے لئے مسیح موعودؑ کا نزول وہاں لکھا ہے - اور پھر سفر کرنے والا بھی وہ نہ ہوگا جو حقیقی اور اصطلاحی معنوں میں خلیفہ ہو - تب تک اس پیشگوئی کا مصداق اُس کو نہ سمجھا جائے گا - فتفکروا یا اولی الالباب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان ۔ دار الامان ۔ ۱۷ ۔ دسمبر ۱۹۱۴ء

جلسہ سالانہ کے متعلق بعض ہدایات

نمبر ۳

اس سے پہلے ہم جلسۂ سالانہ کے متعلق دو مضمون لکھ چکے ہیں۔ جنمیں ہم نے جلسہ پر آنیوالوں کو چند ان ضروری باتوں کی طرف متوجہ کیا تھا۔ جنکا جاننا ان کے لئے ضروری ہے۔

اب ہم ایک اور ضروری امر پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ جو جلسہ پر آنیوالوں اور جلسے کے منتظمین کے لئے یکساں ضروری ہے ہمارا مطلب اس سے مہمانوں کے ساتھ حسن سلوک ہے۔

اسلام مہمان کی عظمت اور اس سے حسن سلوک کا جسقدر حامی ہے۔ اس کے مفصل بیان کرنے کی نہ یہاں حاجت ہے۔ اور نہ گنجائش ہاں حضرت ابراہیم کا واقعہ بیان کر دینا کافی ہے جو ابو الانبیاء ہونے کے علاوہ خود بھی ایک عظیم الشان نبی تھے اور قرآن کریم کے مطالعہ سے گو صاف الفاظ میں تو نہیں۔ لیکن جس طرز سے ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء میں انہی کو خاص رتبہ حاصل ہے۔ حدیث معراج بھی ہمارے اس خیال کی تصدیق کرتی ہے۔ کہ سب انبیاء سے بالا مقام پر حضرت ابراہیم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے۔ قرآن کریم میں آپ کی مہمان نوازی کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ قوم لوط کی تباہی کی خبر لیکر جو عباد اللہ آئے تھے۔ (جنکی نسبت اختلاف ہے کہ ملائکہ تھے یا انسان) وہ راستہ میں حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھی آئے۔ ان کے دیکھتے ہی بغیر اس سوال کے کہ وہ کھانا کھا چکے ہیں یا نہیں یا وہ وہاں کھانا کھائیں گے یا کسی اور مقام پر (جیسا کہ ہمارے ملک میں دستور ہے۔) یا یہ کہ کیا کھائیں گے حضرت ابراہیم اسی وقت اٹھ کر اپنے گھر گئے۔ اور ایک بچھڑا بھونکر ان کے سامنے لا رکھا کہ لیجئے کھائیے۔ انہوں نے انکار کیا کہ ہم نہیں کھاتے۔ تو نہ یہ حرف شکایت تک زبان پر لائے کہ کیوں نہیں کھاتے۔ یا یہ کہ ہم نے بچھڑا بھونکر پیش کیا۔ اور آپ لوگ اسے چکھتے تک نہیں۔ جب انہوں نے کہدیا کہ ہم نہیں کھاتے۔ تو انہی کی مرضی کو حضرت ابراہیمؑ نے بھی مقدم کیا۔ اور کسی قسم کا اصرار نہ کیا۔ یہ ہے وہ مہمان نوازی کا واقعہ جو قرآن کریم نے حضرت ابراہیمؑ کی نسبت بیان فرمایا ہے۔ اور ہمیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

ایک مہمان جو سفر کی تکان سے چور ہو کر آتا ہے اس کے آتے ہی منتظمین کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اول تو اسے فوراً کسی جگہ پر اتاریں۔ اور پھر فوراً بغیر اس سوال کے کہ آپ کہیں بتلائیں تو کہانا نہیں کھا آئے۔ ان کے لئے کھانا لائیں اگر وہ اسے کھالیں۔ تو بہتر اور اگر کہدیں۔ کہ ہم اسوقت نہیں کھاتے۔ یا ہم کہیں سے کھا آئے ہیں۔ تو کھانا واپس لے جائیں اور بالکل یہ خیال نہ کریں۔ کہ ہمیں کھانا لانے کی بیفائدہ تکلیف ہوئی ہے۔

کھانے کے وقت جو شور و شغب ہوتا ہے۔ اسکا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ ایک ہی وقت میں پانچ چھ ہزار آدمیوں کو کھانا کھلانا واقعہ میں مشکل کام ہے۔ لیکن اگر قبل از وقت تقسیم عمل سے کام لیکر کھانا کھلایا جائے۔ تو یہ تکلیف بہت حد تک رفع ہو سکتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ کھانا کلیتہً تیار ہے۔ جب کھانے کی تیاری میں نقص ہوگا۔ تبھی کھلانے میں بھی بد انتظامی پیدا ہو جائیگی۔ کیونکہ پچھلے سالوں کے تجربہ سے ظاہر ہے۔ کہ جب کھانا تیار نہ ملا۔ تو یہ نقص پیدا ہوگیا۔ کہ ایک جماعت میں سالن رکھا گیا۔ تو روٹیاں نہیں۔ کیونکہ روٹیوں کی کسی اور جماعت کو ضرورت پڑ گئی۔ اور ایک جماعت کے پاس روٹیاں ہیں اور سالن نہیں۔ کیونکہ تیار شدہ دیگ کسی اور جماعت کے لئے چلی گئی۔ پس بہت بڑی ضرورت ہے اس انتظام کی کہ کھانا ایسے طور پر تیار کیا جائے۔ کہ جب کھانے کا وقت آئے۔ تو سب جماعت کو یکدم کھلایا جائے۔ اور روٹی سالن کی مانگ میں منتظمین کو حیرانی پیش نہ آئے۔ اس سے مہمانوں کی بہت سی تکلیف دور ہو جائیگی۔

اسقدر بڑے مجمع کو لنگر خانہ کے ملازم چونکہ کھانا نہیں کھلا سکتے۔ اور سو ڈیڑھ سو آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے مدرسوں کے طلباء اس کام پر لگائے جاتے ہیں۔ ان طلباء کو پوری طرح یہ بات سمجھائی جانی چاہیئے۔ کہ ان تین چار دن کے لئے وہ اپنے جذبات کو بالکل علیحدہ کر دیں سلف ریسپکٹ کے جو سبق وہ سکول میں پڑھتے ہیں۔ وہ یورپین دماغ کے بنائے ہوئے اصول ہیں۔ اسلام کے رُو سے سلف ریسپکٹ یہی ہے کہ انسان اپنے فرض سے سبکدوش ہو۔ اور اگر وہ اپنے فرض کو پورے طور ادا نہیں کر سکتا۔ تو وہ ہرگز کسی ریسپکٹ یعنی عزت کے لائق نہیں۔ اور ہرگز اس قابل نہیں۔ کہ اسے حقیقی معنوں میں انسان کہا جاسکے۔ پس سلف ریسپکٹ یہی ہے کہ وہ اپنے فرض کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اس میں انہیں خواہ وہی کام کیوں نہ کرنے پڑیں جو لوگوں کی نظروں میں کمینے کہلاتے ہیں۔ وہ سمجھ لیں۔ کہ وہ مہمانوں کی خدمت میں مشغول ہیں۔ اور مہمان کی خدمت ذلت نہیں۔ بلکہ عزت ہوتی ہے۔

اس ہزاروں کے ہجوم میں بعض لوگ تیز طبیعت کے بھی ہوتے ہیں۔ جو ذرا ذراسی بات پر چڑ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی باتوں پر ان کو ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ کسی قسم کا روکھا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ بلکہ نہایت نرمی اور بشاشت سے ان کی ہر ایک بات کو برداشت کر لینا چاہیئے۔ اگر ایسے موقعہ پر کوئی مہمان حد سے زیادہ بھی سختی کرے۔ تو خوب سمجھ لو۔ کہ

وہ تمہارا مہمان ہے

اگر تم اس کو آگے سے جواب دیتے ہو۔ تو تم اپنے منہ سے یا اپنے ہاتھ سے اپنی عزت برباد کرتے ہو۔ کیونکہ مہمان تمہاری عزت ہے اور اس کی ہتک تمہاری ہتک ہے۔

یہ ایک ضروری بات ہے۔ جسے منتظمین جلسہ کو ہرگز بھلانا نہیں چاہیئے۔ اور اچھی طرح کل کام کرنیوالوں کے ذہن نشین کر دینا چاہیئے اس کام میں وہ تبھی ہاتھ ڈالیں جب اس کی اہلیت رکھتے ہوں۔ نہیں بلکہ ان کو اسکی اہلیت پیدا کرنی چاہیئے۔ اور خواہ کسقدر ہی تکلیف برداشت کرنی پڑے۔ مہمانوں کو آرام پہنچانا چاہیئے۔

آخر میں ہم مہمانوں کی خدمت میں بھی یہ التماس کرتے ہیں کہ وہ بھی ان تکالیف کا ضرور اندازہ رکھیں جو قادیان جیسے چھوٹے سے قصبہ میں جلسے کے منتظمین کو برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ جلسہ پر اسقدر لوگ آتے ہیں۔ جو قادیان کی اصل آبادی سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ پس ان کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا کرنے میں منتظمین کو ضرور مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ پس جہاں منتظمین کا فرض ہے کہ ہر قسم کی تکالیف برداشت کر کے مہمانوں کے آرام کی صورت پیدا کریں وہاں ان کو بھی چاہیئے۔ کہ منتظمین کی مشکلات کا اندازہ کرتے ہوئے بہت کچھ غور سے کام لیں۔ اور اگر کسقدر تکلیف ہو بھی جائے۔ تو یہ خیال کر لیں۔ کہ آرام ان کے گھر پر بھی بہت تھا۔ قادیان آنا انکا کوئی دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ دینی فوائد کے حصول کیلئے ہے۔ جو بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکو حاصل ہو جاتا ہے اور یہ بھی خیال کریں۔ کہ درحقیقت میزبان و مہمان کا یہاں کوئی سوال ہی نہیں۔ وہ [illegible] مہمان [illegible]

دمشق کے مینار کا تعلق مسیح موعود کے نزول سے

حضرت اقدس نے اپنے ایک اشتہار میں جو بعنوان "اپنی جماعت کے خاص گروہ کے لئے" شائع ہوا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"شاید ہمارے بعض مخلصوں کو معلوم نہیں ہوگا کہ یہ منارۃ المسیح کیا چیز ہے۔ اور اس کی کیا ضرورت ہے۔ سو واضح ہو کہ ہمارے سید و مولیٰ خیر الاصفیا خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل ہوگا اس کا نزول ایک سفید منارہ کے قریب ہوگا۔ جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے دو مرتبہ اسلام میں کوشش کی گئی ہے۔ اول ۷۴۱ھ سے پہلے دمشق کی شرقی طرف سنگ مرمر کے پتھر سے ایک منارہ بنایا گیا تھا جو دمشق سے شرقی طرف اور جامع اموی کی ایک جزو تھی۔ اور کہتے ہیں کہ کئی لاکھ روپیہ اس پر خرچ آیا۔ اور بنانے والوں کی غرض یہ تھی۔ کہ تا وہ پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو جائے۔ لیکن بعد اس کے نصاریٰ نے اس منارہ کو جلا دیا۔ پھر اس حادثہ کے بعد ۷۴۱ھ میں دوبارہ کوشش کی گئی۔ کہ وہ منارہ دمشق کی شرقی طرف پھر طیار کیا جائے۔ چنانچہ اس منارہ کے لئے بھی غالباً ایک لاکھ روپیہ تک چندہ جمع کیا گیا مگر خدا تعالیٰ کی قضاء و قدر سے جامع اموی کو آگ لگ گئی اور وہ منارہ بھی جل گیا۔ غرض دونوں مرتبہ مسلمانوں کو اس قصد میں ناکامی رہی۔ اور اس کا سبب یہی تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ قادیان میں منارہ بنے۔ کیونکہ مسیح موعود کے نزول کی یہی جگہ ہے۔

اس ملک کے بعض نادان مولویوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ منارہ پر روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے۔ اور پھر اس پر گھنٹہ رکھنا اور بھی اسراف۔ لیکن ہمیں تعجب ہے کہ ایسی گستاخی کی باتیں زبان پر لانے والے پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں یاد رہے کہ اس منارہ کے بنانے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہو جائے اسی غرض کے لئے پہلے دو دفعہ منارہ دمشق کی شرقی طرف بنایا گیا تھا۔ جو جل گیا یہ اسی قسم کی غرض ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو کسریٰ کے مال غنیمت میں سے سونے کے کڑے پہنائے تھے تا ایک پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اور نمازیوں کی تائید اور وقت شناسی کے لئے منارہ پر گھنٹہ رکھنا ثواب کی بات ہے۔ نہ گناہ۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مولوی نہیں چاہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیشگوئی پوری ہو۔ اگر قادیان کے منارہ پر راضی نہیں تو چاہیئے کہ دمشق میں جا کر منارہ بنا دیں۔ سنن ابن ماجہ کے صفحہ ۳۰۶ پر جو حافظ ابن کثیر کا حاشیہ منارۃ المسیح کے بارے میں ہے اس کو غور سے پڑھیں۔ اور جہالتوں اور ضلالتوں سے توبہ کریں۔"

اس سے کئی باتوں کا ثبوت ملتا ہے۔ اول یہ کہ شہر دمشق میں جو مینار مسیح کے نزول کے لئے بنائے گئے وہ سب ناکارہ گئے۔ کیونکہ مشیت ایزدی میں قادیان اس کے لئے قرار پا چکا تھا۔ پھر جب مسیح موعود نازل ہو گیا تو یہ امر روز روشن کی طرح کھل گیا کہ دمشق کے منارہ کو مسیح موعود کے نزول سے کچھ تعلق نہیں۔ اور نہ کسی مزعومہ پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے اب مسیح موعود یا مسیح موعود کے کسی خلیفہ کا جڑھنا ضروری ہے۔ البتہ حمامۃ البشریٰ میں حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ لکھا ہے کہ:۔

"ان نزول المسیح عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق واضحا کفیہ علے اجنحۃ ملکین اشارۃ الی شیوع امرہ فی بلاد الشام خالصاً من العلل السماویۃ منزھاً عن دخل الاسباب الارضیۃ وعن دخل سلطانہا ودولتہا وعساکرہا و افواجہا ومس تدابیرہا بل یعلوا امرہ بحمایت اللہ وجنودہ السماویۃ۔"

ملائکہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے سپید منارہ کے پاس دمشق کے شرقی جانب میں مسیح کے اترنے سے یہ مراد ہے کہ اس کی بات محض سماوی اسباب سے ملک شام میں پھیل جائیگی۔ اور اس میں زمینی اسباب اور بادشاہت اور لشکر اور فوج اور تدابیر کا کچھ بھی دخل نہ ہوگا بلکہ وہ اللہ کی حمایت اور آسمانی لشکر کے ساتھ غالب ہو جائیگا۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:۔

"ثم یاتی المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفاۂ الی ارض دمشق فھذا معنی القول الذی جاء فی حدیث مسلم ان عیسیٰ ینزل عند منارۃ دمشق فان النزیل ہو المسافر الوارد من ملک آخر وفی الحدیث یعنی لفظ المشرق اشارۃ الی انہ یسیر الیٰ مدینۃ دمشق من بعض البلاد الشرقیۃ وہو ملک الہند وقد القی فی قلبی ان قول عیسیٰ عند المنارۃ دمشق اشارۃ الی زمان ظہورہ فان اعداد حروفہ تدل علی السنۃ الہجریۃ التی یبعث اللہ فیہ واختار ذکر لفظ المنارۃ اشارۃ الی ان ارض دمشق تنیر وتشرق بدعوات المسیح الموعود بعد ما اظلمت بانواع البدعات وانت تعلم ان ارض دمشق کانت منبع فتن المتنصرین۔"

یعنی مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق میں جائیگا اور نزول کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ وہ کسی دوسرے ملک سے جائے گا اور ملک شرقی یعنی ہند ہوگا۔ یعنی جو خلیفہ دمشق کی طرف جانا چاہیئے۔ اُسے ہند سے اسی ارادہ سے روانہ ہونا چاہیئے یہ نہیں کہ اثناء سیاحت میں مغرب کی طرف سے آکر وہاں سے گذر جائے۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ ہند سے روانہ ہو کر وہاں داخل ہو نہ کہ اس کی روانگی مغرب سے ہو۔ دوم اس کے جانے کا اثر یہ ہو کہ دمشق کی سرزمین مسیح موعود کی دعوتوں سے چمک اٹھے۔ یہ نہیں کہ اہالیان دمشق کو یہ علم بھی نہ ہو کہ یہاں نازل ہونیوالا کسی مسیح موعود کا پیرو ہے یا نہیں بلکہ اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے مطاع کی قائمقامی کا حق ادا کرے۔ پس اس پیشگوئی کو پورا کرنیوالا وہی شخص ہو سکتا ہے۔ جو اولاً مسیح موعود کا انہی معنوں میں خلیفہ ہو جن معنوں میں خلیفہ کا خطاب اس سے پہلے اسلام میں استعمال ہوتا رہا ہے۔ یعنی جو اپنے مقتدا و پیشوا کا پورا جانشین ہو اور اس کی قائم مقامی کا فرض ادا کرنیوالا ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مولانا نورالدین نے اپنی خلافت کو خدا کی قسم کھا کر حضرۃ ابوبکر و حضرت عمر کی خلافت کے مشابہ قرار دیا۔ پس محض سلسلہ میں داخل کرنیوالا نہیں (کیونکہ ایسا ماننے سے لازم آئے گا کہ ہر ایک واعظ جو کسی غیر مسلم کو کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل کرتا ہے۔ خلیفہ ہے اور یوں پھر خطاب خلیفہ کا استخفاف لازم آئیگا) بلکہ سلسلہ کے بانی کا قائم مقام چاہیئے۔ جو اسی کے اختیار اپنی قوم اور اس کے افراد پر رکھتا ہو۔

دوم پھر جو ایسا خلیفہ ہو جو جماعت کے کثیر حصہ کا متبوع و مطاع ہو وہاں دمشق میں جائے تو یہ نہیں کہ تیا حون یا چور دل

(بقیہ دیکھو صفحہ ۲ پر)

عمل بالقرآن

ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم وندخلکم مدخلاً کریماً
(سورہ نساء ـ رکوع ۵)

واقفیت رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی کثرت سے پیدا ہو گئے ہیں کہ جو قرآن کریم پر عمل کرنا تو درکنار نجات کے لئے اس پر عمل کرنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھتے اگرچہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ قرآن کریم کو منجانب اللہ مانتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی بڑی دلیری سے یہ بھی کہتے ہیں کہ نجات کے لئے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ قرآن کریم پر عمل کیا ہی جائے ۔

وہ کہتے ہیں کہ تمام احکام قرآنی کی اصل غایت حصولِ پرہیزگاری ہے۔ اور حصول پرہیزگاری کے لئے موٹے موٹے گناہوں سے بچنا اور مشہور عالم نیکیوں کا بجالانا (کہ جن کی واقفیت کے لئے کسی الہامی کتاب کے ماننے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان گناہوں اور نیکیوں کا علم سارے عالم کو متفقہ طور پر حاصل ہے) کافی ہے۔ اور کوئی ضرورت نہیں کہ قرآن کریم کی بتائی ہوئی تمام باریک در باریک تقوے کی راہوں پر قدم مارا جائے ۔ افسوس تو یہ ہے کہ بعض اسلامی مبلغین بھی ایسی غلطی میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ اور ناقص اسلام کی تبلیغ کو ہی کافی سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور تقوے کی باریک در باریک راہوں پر نومسلموں کو چلانے کی اور اپنے جیسا مسلمان اور متقی بنانے کی ضرورت نہیں سمجھتے !

ان آزاد منش دوستوں کو جب بتایا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی چاہی ہوئی پرہیزگاری جو نجات کے لئے ضروری ہے۔ کسی کو اس وقت تک حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اس نے قرآن کریم کے سارے احکام پر عمل کرنے کا تہیہ نہ کر لیا ہو۔ تو وہ آیت مندرجہ عنوان کو پیش کر کے اس کے غلط معنی و مطلب کی پناہ لیتو اور یہ معنی کرتے ہیں:-

" جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے۔ اگر تم ان میں سے بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے تو ہم تمہارے چھوٹے قصور محو کر دینگے اور تم کو لیجا کر مقام عزت میں جگہ دینگے " (ترجمہ حافظ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب دہلوی)

اگر میرے دوستوں کی سمجھ میں اس آیت کا صحیح مطلب آجاتا تو وہ ہرگز اس آیت کو اپنے خیال کی تائید میں پیش نہ کرتے کیونکہ یہ آیت ان کے خیال کی تائید نہیں کرتی ہے بلکہ تردید! یہ ترجمہ جو حافظ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب دہلوی کا ترجمہ ہے درست اس صورت میں ہوتا۔ جبکہ آیت میں بجائے ما تنھون کے مما تنھون ہوتا۔ موجودہ صورت میں تو اس کے صاف اور صریح معنی یہ ہیں کہ:-

اگر تم ان قبیح قبیح گناہوں سے جن سے کہ تم (بذریعہ قرآن) منع کئے جاتے ہو۔ بچتے رہو گے تو ہم تمہاری (تمام) تقصیریں محو کر دینگے۔ اور تم کو لیجا کر مقام عزت میں جگہ دینگے "

ع - ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا !

سیآت کے ساتھ بھی اسی لئے کوئی تخصیص کل یا بعض بڑے یا چھوٹے یا درائے وغیرہ کی نہیں لگائی۔ کیونکہ جب وہ ما تنھون عنہ سے بچا ہی رہا تو اب جو کچھ بھی تقصیریں ہونگی وہ ما تنھون عنہ سے باہر ہی کی ہونگی۔ جو کل ہی محو کر دی جائیں گی ۔

اس آیت سے تو صاف ظاہر ہے کہ یہاں اصطلاحی کبائر جو صغائر کی ضد ہے۔ ہرگز مراد نہیں بلکہ ان سارے گناہوں کو کہ جن سے قرآن کریم نے منع فرمایا ہے۔ یہاں پر ان کی قباحت کے لحاظ سے کبائر کہدیا ہے اور نجات کے لئے ان کل گناہوں سے بچنے کی ہدایت کی ہے۔ جو میرے دوستوں کے خیال کی تمام و کمال تردید کرتی ہے نہ کہ تائید۔

بعض میرے نادان دوست کہہ سکتے ہیں کہ تمہارے ترجمے اور حافظ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے ترجمہ میں معناً کوئی فرق نہیں ہے اور تمہارے ترجمہ سے بھی وہی مطلب حاصل ہوتا ہے۔ جو کہ ڈاکٹر مرحوم کے ترجمہ سے ۔ اس لئے میں کچھ تشریح کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ دونوں ترجموں میں ویسا ہی فرق ہے جیسا کہ سفیدی کو سیاہی سے اور نور کو ظلمت سے ۔

(۱) ہمارا ترجمہ جو ما تنھون عنہ کے جملے کو مدنظر رکھ کر ہے یہ ہے کہ:-

" اگر ان قبیح قبیح گناہوں سے جن سے کہ تم منع کئے جاتے ہو۔ بچتے رہو گے تو ہم تمہاری تقصیریں معاف فرما دینگے ۔

(۲) اور حافظ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کا ترجمہ جو بصورت مما تنھون عنہ ہونے کے صحیح ہوتا یہ ہے:-

جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے۔ اگر تم ان میں سے بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے تو تم کو تمہارے چھوٹے قصور محو کر دینگے ۔ الخ "

اب میرے دوست دیکھیں کہ پہلے ترجمہ کا تو یہ مطلب ہے کہ جن گناہوں سے تم منع کئے جاتے ہو وہ قبیح ہیں ان سے بچو۔ اور دوسرے ترجمہ کا یہ مطلب ہے کہ جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے ۔ انہیں کچھ قبیح بھی ہیں اور کچھ نہیں بھی۔ اور تمہارے لئے صرف ان سے بچنا کافی ہے جو قبیح ہیں۔ اس کو ایک اور جملے پر غور کر کے سمجھو۔ مثلاً کوئی اگر کسی بیمار رہنے والے کو کہے کہ:-

(الف) " اگر تم بُری ترکاریاں جو گلی کوچوں میں بکی پھرتی ہیں نہ کھاؤ تو کبھی بیمار نہ پڑو "

تو اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ بیمار نہ پڑنے کے لئے ان ترکاریوں کے کھانے سے عموماً منع کرتا ہے۔ جو گلی کوچوں میں بکی پھرتی ہیں اور اگر یہ کہے کہ:-

(ب) " جو ترکاریاں گلی کوچوں میں بکی پھرتی ہیں انہیں سے بُری ترکاریاں کھاؤ تو کبھی بیمار نہ پڑو "

تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ بیمار نہ پڑنے کے لئے گلی کوچوں میں بکی پھرنے والی ترکاریوں میں سے صرف بُری ترکاریوں سے پرہیز بتا دیا ہے نہ کہ گلی کوچوں میں بکی پھرنے والی کل ترکاریوں سے ۔ یا یوں سمجھو کہ کوئی کسی کو کہے کہ " وہ بڑی بڑی روٹیاں کھالو جو نتھو نانبائی کے یہاں سے آئی ہیں " اور دوسرا کہے کہ " نتھو نانبائی کے یہاں سے جو روٹیاں آئی ہیں ان میں سے بڑی بڑی کھالو " تو دونوں کے مطالب میں زمین و آسمان کا فرق ہو گا ۔ پہلے جملے میں کہنے والے کا مطلب یہ ہے کہ نتھو نانبائی کے یہاں سے جو روٹیاں آئی ہیں وہ بڑی بڑی ہیں ان کو کھالو اور دوسرے جملے میں کہنے والے کا مطلب ہے کہ نتھو نانبائی کے یہاں سے جو روٹیاں آئی ہیں۔ ان میں بڑی بھی ہیں اور کچھ چھوٹی بھی ۔ بڑی بڑی کھالو اور چھوٹی چھوٹی چھوڑ دو ۔

بس ایسا ہی فرق مذکورہ بالا دونوں ترجموں میں بھی ہے۔ اور آیت میں مما تنھون عنہ نہیں بلکہ ما تنھون عنہ ہے کہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ جن گناہوں سے قرآن کریم نے منع کیا ہے۔ انکو انکی قباحت کے لحاظ سے اس آیت میں کبائر فرمایا ہے۔ اور نجات کے لئے ان کل گناہوں سے بچنے کی ہدایت کی ہے۔ یہاں پر حافظ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کا ترجمہ بالکل غلط ہے ۔ اور ایسا ہے کہ اصل مطلب سے انسان کو کہیں سے کہیں لیجاتا ہے اور سراسر اُلٹے معنی ذہن نشین کراتا ہے ۔

قرآن کریم کی حکومت سے گریز کرنے والے دوستوں کو جب اپنی غلط فہمی کی اطلاع ہوتی ہے اور دیکھتے ہیں کہ اس آیت سے کام چلتا نظر نہیں آتا تو انہیں سے بعض کہنے لگتے ہیں کہ چاہے اس آیت کا کچھ بھی مطلب ہو مگر یہ امر تو صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص

بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہا ہو۔ اور مشہور عالم نیکیاں کرتا رہا ہو (کہ جو سارے مذہب و قوم میں عام طور پر نیکیاں اور برائیاں سمجھی اور مانی جاتی ہیں) تو اس کے چھوٹے چھوٹے جرم اور قرآن کریم کی بتائی ہوئی باریک درباریک تقویٰ کی راہوں پر قدم زن نہ ہونے کا اثر اس کی روح پر سے یقیناً غائب ہو جائیگا کہ جس کی تائید آیت ان الحسنات یذھبن السیئات سے بھی ہوتی ہے۔ مگر میرے دوست اس آیت کے سمجھنے میں بھی ٹھوکر اور سخت ٹھوکر کھاتے ہیں *

میرے دوستو! ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ سب گناہ ... اپنے بُرے اثرات کے لحاظ سے برابر ہیں۔ اور نہ کل نیکیاں فرداً فرداً اپنے نیک اثرات کے لحاظ سے برابر ہیں۔ اور یہ بھی ہم مانتے ہیں کہ نیکیاں برائیوں کے اثرات کو بہت بڑی حد تک دور کر دیتی ہیں اور لازماً ان کی سزا کو بھی کہ اسی اصل کو قرآن کریم نے بالفاظ ان الحسنات یذھبن السیئات بیان فرمایا ہے مگر اس سے یہ کیونکر نتیجہ نکل سکتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچنا نجات کے لئے ضروری نہیں ہے۔

ان الحسنات یذھبن السیئات کے اصول کے لحاظ سے تو جس طرح حسنات کی ایک خاص مقدار چھوٹے چھوٹے گناہوں کی ایک خاص مقدار کو محو کر سکتی ہے۔ اسی طرح حسنات کی وہی خاص مقدار بڑے بڑے گناہوں کی ایک خاص مقدار کو بھی محو کر سکتی ہے۔ اگرچہ وہ مقدار چھوٹے گناہوں کی مقدار سے لازماً کم ہو گی۔ اور جس طرح قلت حسنات بڑے بڑے گناہوں کی ایک خاص مقدار کے مقابلہ میں نجات کے لئے بے اثر ہو سکتی ہے اسی طرح وہی قلت حسنات چھوٹے چھوٹے گناہوں کی ایک خاص مقدار کے مقابلہ میں بھی نجات کے لئے بے اثر ہو گی۔ اگرچہ بڑے اور چھوٹے گناہوں کی اس مقدار میں میزان برابر کرنے کے لئے تعداد کا لازماً فرق ہو گا۔ مثلاً اگر پانچ نیکیاں جہاں دس چھوٹے چھوٹے گناہوں کو محو کر سکتی ہیں وہاں وہی پانچ نیکیاں پانچ نہیں تو دو بڑے بڑے گناہوں کو محو کریگی اور اسی طرح اگر چھ بڑے بڑے گناہوں کے مقابلہ میں وہ پانچ نیکیاں بے اثر ثابت ہونگی۔ تو وہاں بیس تیس چھوٹے چھوٹے گناہوں کے مقابلہ میں بھی وہ پانچ نیکیاں بے اثر ہی رہینگی۔ اسی طرح بڑی بڑی نیکیوں اور چھوٹی چھوٹی نیکیوں کا بھی حساب سمجھ لینا چاہیئے ان الحسنات یذھبن السیئات میں حسنات سے صرف بڑی بڑی نیکیاں اور سیئات سے صرف چھوٹی چھوٹی برائیاں معلوم میرے دوستوں نے کس طرح اور کس اصول سے سمجھ لیا ہے۔

اس ساری تقریر کو میرے دوست روزمرہ کے تجربے اور دستور سے بھی سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص کی کوئی خاص بہت بڑی نیکی اس کی اس برائی پر کہ وہ ایک بڑی مدت تک اس عادت میں مبتلا پایا گیا ہے کہ وہ پرائی بہو بیٹیوں کو گھورتا رہتا ہے اور دوسرے مقدمات زنا کا بھی مرتکب ہوتا رہا ہے مگر زنا سے بچتا رہا ہے۔ پردہ ڈال سکتی ہے تو دوسرے شخص کی وہی بہت بڑی نیکی اس کی کبھی کبھار کی حرکت زنا سے لوگوں کے واقف ہو جانے پر اس کو اس پہلے شخص سے کہیں زیادہ بدنامی سے بچا سکتی ہے۔ وقس علیٰ ھذا۔ پس ایسی حالت میں یہ کسی طرح نہیں کہا جا سکتا ہے کہ صرف بڑے بڑے گناہوں سے بچنا ہی نجات کے لئے کافی ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچنے کی نجات کے لئے ضرورت نہیں *

میرے دوستوں کی سمجھ میں یہ بات آ جانی چاہیئے کہ ان الحسنات یذھبن السیئات کا اصول بھی ہرگز ان کے مفید مطلب نہیں ہے۔ اور نہ اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ نجات کے لئے چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچنے یا بالفاظ دیگر قرآن کریم کی بتائی ہوئی تقویٰ کی تمام راہوں پر قدم مارنے کی ضرورت نہیں *

جب میرے کرمفرما اس آیت کو بھی اپنے مفید مطلب نہیں پاتے تو بجائے اس کے کہ قرآن کریم کی پوری حکومت کو قبول کر لیں اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہو جائیں وہ پھر ایک آخری کوشش اس حکومت قرآنیہ سے نکلنے کی کرتے ہیں اور پھر آیۃ مندرجہ عنوان کے متعلق یہ کہنے لگتے ہیں کہ "یہ دعویٰ کہ جن گناہوں سے قرآن نے منع کیا ہے۔ انہیں کو اس آیۃ میں انکی قباحت کے لحاظ سے کبائر کہا ہے محتاج دلیل ہے۔ پہلے اس بات کو کوئی ثابت تو کر دے کہ تمام باتیں جو خدا نے بذریعہ قرآن منع فرمائی ہیں وہ سب کبائر میں داخل ہیں۔ قرآن میں تو یہ احکام بھی ہیں کہ اترا کر زمین پر مت چل۔ لوگوں سے بے رخی نہ کر۔ بغیر اجازت کسی کے گھر میں نہ جا۔ سائل کو نہ جھڑک۔ تو کیا یہ سارے گناہ بھی شرک۔ قتل۔ زنا۔ چوری۔ تغلب۔ لواطت وغیرہ (جو مشہور عالم بڑے بڑے گناہ ہیں کہ جن کی برائی سے واقف ہونے کیلئے کسی الہامی کتاب کے ماننے کی ضرورت نہیں ہے اور یقینی کبائر ہیں) کے برابر ہیں جو سب کو آیت زیر بحث میں کبائر کہدیا گیا ہے"

میرے دوستوں کے مطالبہ کے جواب کے لئے تو وہی آیۃ مندرجہ عنوان کافی ہو کہ جس میں "ما تنہون عنہ" ہی کو صاف لفظوں میں کبائر کہا گیا ہے۔ باقی رہی یہ حجت کہ قرآن کریم میں بہت سے ہلکے ہلکے گناہوں (جیسے زمین پر اترا کر چلنا۔ لوگوں سے بے رخی کرنی۔ بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل ہو جانا وغیرہ وغیرہ) سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اور بھاری بھاری گناہوں (جیسے شرک۔ قتل۔ زنا۔ چوری۔ لواطت۔ تغلب وغیرہ وغیرہ) سے بھی منع فرمایا ہے جو ہرگز وزن میں برابر نہیں ہیں۔ اسلئے کل کو کبائر بھی نہیں کہا جا سکتا ہے۔ محض فضول ہے۔ کیونکہ علاوہ اس کے کہ جن گناہوں کو میرے دوست دو قسم میں تقسیم کرتے ہیں۔ انہیں سے بعض کے اثرات دوسری قسم کے بعض گناہوں کے اثرات کے برابر بھی ہو سکتے ہیں یہ امر تو بالبداہت ظاہر ہے۔ کہ جن گناہوں کو (مثلاً شرک۔ قتل۔ زنا۔ چوری۔ لواطت۔ تغلب وغیرہ وغیرہ) میرے دوست خود کبائر مانتے ہیں وہ خود کب وزن میں برابر ہیں۔ تو جب وہ باوجود وزن میں برابر نہ ہونے کے کبائر ہیں۔ تو اگر خدا نے اور گناہوں کو بھی جن سے اس نے منع فرمایا ہے۔ اگرچہ وہ وزن میں برابر نہ ہوں۔ کبائر کہدیا تو کونسا استبعاد عقلی لازم آ گیا۔ فتدبر!

میں سمجھتا ہوں کہ اس آیۃ مندرجہ عنوان کے لحاظ سے عمل بالقرآن پر کافی بحث ہو گئی ہے۔ اور اس ذیل میں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر قبل اس کے کہ میں اس مضمون کو ختم کر دوں آخر میں اس امر کے متعلق کہ نجات کے لئے سارے احکام قرآنیہ پر قدم زن ہونا اور قرآن کریم کی بتائی ہوئی باریک درباریک تقوے کی راہوں پر چلنے اور چلانے کی کوشش کرنی ضروری و لازمی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک کلمات بھی درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ احمدی احباب کے لئے قند مکرر کا مزہ پیدا ہو جائے۔ وھوھذا:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب کشتی نوح میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

"سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن شریف کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۴)

وزرات حسین۔ جموئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۱۱- دسمبر ۱۹۱۴ء کو دیا

دنیا میں دو قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ ایک وہ جنہیں محنت اور کوشش کے ساتھ سامان زندگی مہیا کرنے پڑتے ہیں۔ اور ایک وہ جنہیں مہیا کئے کرائے سامان مل جاتے ہیں۔ ہر ایک وہ انسان جس کے پاس بہت سی دولت اور مال ہو۔ بہر حال انہیں دو قسم کے لوگوں میں سے ایک قسم میں شامل ہوگا۔ یا وہ غریب ماں باپ کے گھر پیدا ہوا ہوگا۔ اور اس نے اپنی محنت اور کوشش سے دولت کمائی ہوگی۔ یا یہ کہ وہ دولت مند باپ کے گھر پیدا ہوا ہوگا۔ اور اس کو ورثہ اور ترکہ میں دولت ملی ہوگی۔ اور وہ بلا کسی قسم کی محنت اور کوشش کے اس دولت سے فائدہ اٹھا رہا ہوگا۔ اسی طرح جو غرباء ہیں۔ ان کی بھی دو ہی قسمیں ہیں۔ یا تو وہ ایسے لوگ ہوں گے۔ جن کے ماں باپ غریب تھے۔ اور اس غربت کی وجہ سے وہ بھی غریب ہی رہے۔ یا ایسے ہوں گے۔ جن کے ماں باپ تو بڑے دولت مند اور بڑے مالدار تھے۔ مگر وہ اپنی بے وقوفی اپنی نالائقی اور اپنی کوتہ اندیشی سے اسراف کرنے کی وجہ سے مفلس غریب اور نادار ہو گئے ہوں گے۔ ان دو اقسام کے سوا تیسری اور کوئی قسم نہیں ہو سکتی۔ ان دونوں قسم کے لوگوں میں سے ایسے لوگ جو غریب والدین کے گھر پیدا ہوئے اور انھوں نے دنیا میں کوئی ایسا کام نہ کیا۔ جس سے ان کی دولت۔ مال۔ عزت۔ آبرو بڑھتی۔ اور انھوں نے خدا تعالےٰ کے دیئے ہوئے قویٰ سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ اچھے اور کسی تعریف کے قابل نہیں ہیں۔ مگر بہت ہی خراب ہیں وہ لوگ جنہوں نے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی دولت اور مال کو ضائع کر دیا۔ اور غریب اور کنگال ہو گئے۔

تمام دنیا کے انسانوں کا مذہب میں بھی یہی حال ہے۔ ایک گروہ تو ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس کو صداقت ورثہ میں ملی ہوتی ہے۔ اور اس کو پیدا ہوتے ہی ماں باپ سے صداقت ملتی ہے۔ اور شروع سے اس کے کان خدا تعالیٰ کی تحمید اور تقدیس کو سنتے ہیں۔ اس کی آنکھیں اپنے والدین کو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے دیکھتی ہیں۔ اس کا دل اپنے والدین کی دینداری سے متاثر ہوتا ہے۔ جیسے ایک سچے مسلمان کی اولاد۔ اور ایک گروہ وہ ہوتا ہے۔ جس کو پیدائش سے ورثہ میں صداقت تو نہیں ملی ہوتی جیسے دیگر مذاہب والے لوگ مگر ان میں سے کچھ لوگ مسلمان ہو کر خود صداقت حاصل کر لیتے ہیں۔ اسی طرح گمراہ لوگوں کا حال ہے۔ یا تو وہ لوگ گمراہ ہوتے ہیں جن کو گمراہی ورثہ میں ملی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی وہ ایسے مذاہب اور قوموں میں پیدا ہوتے ہیں۔ جن میں کوئی نور۔ کوئی ہدایت نہیں ہوتی۔ جیسے ان کے ماں باپ گمراہی میں پڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ ہوتے ہیں۔ یا وہ لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ کہ ان کو صداقت تو ملی ہوتی ہے۔ لیکن باوجود صداقت کے ملنے کے اس سے فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں جیسے آجکل کے مسلمان۔ بیشک وہ انسان قابل ملامت ہے جس کے ماں باپ گمراہ تھے۔ اور وہ بھی گمراہی میں رہا۔ کیوں اس نے ہمت اور کوشش سے کام لیکر ہدایت حاصل نہیں کی جب خدا نے اس کو ایسا ہی دماغ دیا تھا۔ جیسا کہ وہ اپنے پیاروں کو دیتا ہے ایسی ہی آنکھیں دی تھیں۔ جیسی کہ وہ اپنے محبوبوں کو دیتا ہے۔ ایسے ہی کان دیئے تھے جیسے کہ وہ اپنے محبوں کو دیتا ہے۔ اور ایسا ہی دل دیا تھا۔ جیسا کہ وہ اپنے عزیزوں کو دیتا ہے۔ تو کیوں اُس نے ان سے فائدہ اٹھا کر ہدایت اختیار نہیں کی۔ لیکن بہت زیادہ ملامت اور نفرین کے قابل وہ انسان ہے۔ جس کو صداقت ملی۔ اور اس نے اس کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کر لی۔ مسلمانوں کی حالت اسی طرح ہے جیسے کسی کو ورثہ میں دولت ملی ہو۔ اور وہ اسکو چھوڑ چھاڑ کر کنگال اور نادار ہو گیا ہو۔ ایسے شخص کو جس نے کہ ماں باپ کی دولت کو ضائع کر دیا ہو۔ مسلمان بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ بڑا نالائق اور بے وقوف ہے۔ اس نے ماں باپ کی دولت کو ضائع کر دیا ہے۔ اور مفلس اور نادار ہو گیا ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ ہمیں والدین سے ورثہ میں کیا ملا تھا۔ اور ہم نے اس کی کیا قدر کی ہے ایک مسلمان کے۔ پیدا ہوتے ہی سب سے پہلے توحید کی تعلیم اس کے کان میں ڈالی جاتی ہے۔ اور وہ جوں جوں بڑا ہوتا اپنے والدین کو نماز پڑھتے روزہ رکھتے بھلی باتیں کہتے دیکھتا۔ اور بڑا ہو کر قرآن شریف جیسی نعمت کو پاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کو دیکھتا ہے اور ان باتوں کے ہوتے ہوئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ جمع کی کرائی دولت اس کو ملتی ہے۔ اور باوجود اس کے کہ پکا پکایا کھانا اس کے سامنے رکھا ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی سو میں سے ایک ہی ہوتا ہے جو اس کی قدر کرتا ہے۔ قرآن شریف مسلمانوں کے گھروں میں ہوتا ہے۔ لیکن وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ان کے پاس موجود ہوتا ہے۔ لیکن انہیں اتنی ہمت نہیں ہوتی۔ کہ اس سے مستفیض ہوں۔ اور یہ اس احمق کی طرح ہیں جس کے گھر میں کھانا موجود ہو۔ اور وہ بھوکوں مر رہا ہو۔ اس سے زیادہ احمق کون ہے جس کے صحن میں کنواں ہو۔ اور وہ پیاسا جان توڑ رہا ہو۔ وہ شخص بھی دکھ میں ہے۔ جو جنگل میں پیاسا مر رہا ہو۔ مگر قابل ہزار ملامت وہ ہے۔ جس کے گھر میں کنواں ہو اور وہ پانی نہ پیتا ہو۔ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے پانچ وقت دن میں نماز پڑھنی سکھلائی۔ اور اس میں بڑی اعلیٰ درجہ کی دعائیں سکھائیں۔ خدا کے حضور گرنے کا طریقہ بتایا۔ خدا کی مدد پر بھروسہ رکھنے کا طریق بتایا۔ بدیوں سے بچنے کے احکام بتلائے۔ اور سیدھا راستہ اختیار کرنے کے لئے صاف اور کھلی کھلی تعلیم دی۔ مگر باوجود ان باتوں کے گمراہی میں پڑے رہنا بدبختی کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے۔ ان کے گھر میں کنواں ہے۔ مگر یہ اس سے اپنی پیاس کو نہیں بجھاتے۔ ان کے گھر میں روٹی ہے۔ مگر یہ اسے کھا کر بھوک نہیں دور کرتے۔ ان کو ماں باپ سے دولت ورثہ میں ملی تھی۔ لیکن انہوں نے اسکی کچھ قدر نہ کی۔ یہی قرآن تھا جس نے اہل عرب کے بدترین لوگوں کو ایسا بنا دیا۔ کہ آج دنیا ان کے نمونہ کو اپنا راہ نما بنا رہی ہے۔ اور انہوں نے بڑی محنتوں اور کوششوں سے سب کچھ حاصل کیا تھا۔ لیکن آج مسلمانوں کو کوئی محنت اور مشقت نہیں کرنی پڑتی۔ تاہم ہر ایک زندگی کے شعبہ میں کمزور اور ذلیل ہیں۔

احمدی جماعت میں سے اگر کوئی شخص ایسا ہو۔ تو اس کے لئے تو بہت ہی زیادہ افسوس کا مقام ہے۔ کیونکہ اس کے لئے صرف اسلام کی تعلیم ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس نے تو اس تعلیم سے جو ثمرات حاصل ہونے ہیں۔ وہ بھی دیکھ لئے ہیں۔ ہم احمدیوں کو کسی نئی محنت اور کوشش

کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک عیسائی کو عیسائی ماں باپ کے گھر پیدا ہو۔ اس کے لئے ایک ہندو کو ہندو ماں باپ کے گھر پیدا ہو اس کے لئے اور اسی طرح دوسرے لوگوں کے لئے حق اور صداقت کا اختیار کرنا بڑا مشکل ہے۔ اور انہیں اپنے عزیزوں۔ رشتہ داروں۔ بیوی بچوں۔ دوستوں۔ دولت۔ مال۔ جائداد کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ پھر مختلف رسومات۔ عقائد اور خیالات کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ اور اگر پھر وہ خود غور و خوض اور تحقیق کر کے حق مذہب کو اختیار کرنا چاہے۔ تو اس کے لئے ہزاروں سال درکار ہیں۔ لیکن بتاؤ۔ مسلمانوں کو اسلام کے لئے کیا چھوڑنا پڑتا ہے۔ قرآن پر عمل کرنے سے دوست۔ آشنا۔ بیوی بچے مال و دولت کچھ بھی نہیں چھوڑنا پڑتا۔ تو پھر اگر کوئی ایسا شخص ہو۔ جو اسلام کے احکام پر نہ چلے۔ تو اس پر کتنا افسوس ہے اسلام کے احکام پر عمل کرنے سے کوئی مصیبت اور تکلیف نہیں ہوتی۔ صرف ہمت اور ارادہ اور اخلاص کی ضرورت ہے۔ اور ہم احمدیوں کے لئے تو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہت ہی آسان کر دیا ہے۔ اس لئے ذرا بھی کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔

تم خوب یاد رکھو۔ کہ قرآن شریف سے بہتر دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اسی میں تمام دنیا کے خزانے ہیں یہی وہ چیز تھی۔ جسکو صحابہ لیکر کھڑے ہوئے۔ تو تمام دنیا نے ان کے آگے سر جھکا دیا۔ اگر تم بھی اسی کو لیکر نکلو۔ تو کسی کی طاقت نہیں۔ کہ تمہارے آگے ٹھہر سکے۔ کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے پاس دولت اور مال نہیں۔ اس لئے مفلس اور کنگال ہیں۔ لیکن انہوں نے سونا چاندی کو دولت سمجھا ہوا ہے۔ اصل دولت صداقت اور راستی ہے۔ یہ جس کے پاس اور جس گھر میں ہے۔ اس کو کسی اور چیز کی پرواہ نہیں اور جو یہ دولت رکھتا ہو۔ اس کے سامنے دنیا کے سب خزانے ہیچ ہیں۔ اور دنیا کے لوگ ایسے لوگوں کے پاس دعا کرانے کے لئے دوڑے آتے ہیں۔ تو تمہارے گھروں میں وہ مال ہے۔ جو تمام دنیا کے وہم و گمان میں بھی نہیں۔ آج یورپ کہتا ہے۔ کہ مسلمان غریب اور مال و دولت سے تہی دست اور ہر ایک علم میں کمزور ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ یورپ کا تمام ملک و دولت اور ایجادیں قرآن شریف کے ایک ایک شوشہ کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ مسلمان مال نہ ہونے کی وجہ سے ذلیل ہیں۔ تو یہ غلط ہے

ہمارے پاس ایسا مال ہے۔ جو کہ خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ اور ان کا مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے۔ گویا ہمارے پاس ایک چشمہ ہے۔ جتنا اس سے پانی نکالا جائے۔ اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے۔ تو ایک سچے مسلمان کے لئے یاس اور حسرت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ خدا نے اسے وہ کچھ دیا ہے۔ جو اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ مگر قدر کرنے والے ہی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دے۔ تاکہ اس خزانہ سے آپ فائدہ اٹھا سکیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور کرم سے تمہیں دیا ہے۔ اور ہمارے بزرگوں نے بڑی محنت اور کوشش سے جو کچھ ہمارے لئے مہیا کیا ہے۔ اس سے خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ اور اوروں تک بھی اس کو پہنچائیں۔

سالانہ جلسہ قادیان

تمام احمدی احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ سالانہ جلسہ کی کارروائی ۲۵۔ دسمبر کو بعد از نماز جمعہ شروع ہو جائیگی۔ اور ۲۹۔ دسمبر کی ظہر تک انشاء اللہ رہیگی۔ احباب کو خطبہ جمعہ میں شامل ہونے کیلئے ۲۵۔ دسمبر کو یہاں پہنچ جانا چاہیئے

مستورات کے لئے وعظ

مستورات کے لئے الگ انتظام کیا گیا ہے۔ ان کے لئے ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ دسمبر کو لیکچر ہوں گے۔ عورتوں کو مستفیض ہونے کے لئے عمدہ موقعہ ہے۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اثناء میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بنایا ہوا ہے آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ اول قسم عہ فی تولہ دوم (۸) قسم سوم (۴) اصلی ممیرا جسکی قیمت عہ روپیہ فی تولہ ہے۔ ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک پیس کر آنکھوں میں ڈالا جائے۔ یہ سرمہ خاص کر جنکی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید اور مجرب ہے۔

ست سلاجیت محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ تفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست درد مفاصل وغیرہ خیریت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ قسم اول عہ فی تولہ۔ قسم دوم ۸ فی تولہ۔

لنگیاں اور کلاہ ہر قسم۔ ہر قسم کی لنگیاں شہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید ماشی ریشمی سوتی ٹسری طرے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں:

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

نمک سلیمانی

یہ نمک معدے کی تمام خرابیوں کو دور کرتا اور اس کے فضلات فاسدہ کو تحلیل کرتا اور اس کی قوتوں کا محافظ ہے۔ بھوک لگاتا قبض دور کرتا۔ کمی اشتہا۔ بدہضمی۔ پیٹ درد۔ بند ہیضہ نفخ شکم باد گولہ۔ درد ریح۔ وجع المفاصل اور تقویت گردہ و مثانہ و قوت بصر اور نسیان کے لئے مفید ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے رنگ نکھارتا۔ چھائیاں تھم وغیرہ کو زائل کرتا اور محرک باہ بھی ہے یونانی طبیبوں کی مشہور اور مستند مجرب دوائی ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ عہ علاوہ محصول ڈاک

(منیجر الفضل سے طلب فرماویں)